© rasailojaraid.com

جمہوریت کی کہانی

نعیم صدیقی

(۲)

یونان میں سیاسی حکمت کا نشوونما۔ یونان میں ایسے حالات بہم ہو گئے تھے کہ انسانی فکر نے انگڑائی لی، اس نے گردوپیش پر بھی اور اپنے اوپر بھی نگاہ ڈالی، پھر وہ اٹھی، حرکت میں آئی اور جستجوئے حقیقت کی راہ پر اس نے اقدام شروع کر دیا۔ بادۂ تجسس سے سرشار ہو کر ایک بار جب عقل پے سپر ہو گئی تو مختلف علوم کے دروازے کھلتے گئے۔ فلسفہ، طب، فلکیات، ریاضی، اقلیدس، اخلاق، ادب اور سیاست کے ہر دائرے میں اس مخصوص دورِ تاریخ کے لحاظ سے دیکھیں تو حیرت انگیز کام ہوا۔ علم السیاست کے میدان میں بھی یونان نے بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ جدید یورپ جس نے اپنا تہذیبی نسب یونان سے جوڑا، اس کے بعد سے موجودہ تمدن کی جڑیں یونانی حکمت سے مربوط ہیں ــــ اور اس کی تانا بانیاں ہوں یا تاریکیاں دونوں کا فکری رشتہ یونان سے ملتا ہے۔ تمدنِ حاضر کے دو بڑے پہلو ــــ عقلیت اور شہوانیت ــــ پوری طرح یونان سے لیے گئے ہیں۔ جدید جمہوریت بھی جس کے اطلاقات عظیم تر اور جس کے مسائل وسیع تر اور جس کا فکری سرمایہ وقیع تر ہے، یونان کی سیاسی حکمت سے گہرا رشتہ رکھتی ہے۔ افلاطون اور ارسطو کے افکار جہاں دوسرے مختلف علوم کی ترقی کے محرک بنے ہیں، وہاں انہی سے قرونِ وسطیٰ کے ارباب انسان کو وہ سیاسی سوالات اور مباحث کے وہ بیج ہاتھ آئے ہیں جن سے عصرِ حاضر کے سیاسی فلسفوں اور نظریات کی فصل اٹھی ہے۔ اسی لیے ہمیں یہاں یونان کی سیاسی حکمت کا جائزہ لینا ہے۔

اگرچہ کسی بھی گذشتہ تمدن کے عالمِ افکار کا صحیح جائزہ لینا بغیر اس کے ممکن نہیں ہوتا کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کس ماحول میں کدھر سے کیا اثرات ایک قوم پر آ کر پڑے۔ پھر سیاسی فکر کا مطالعہ کرنے کے لیے فلسفہ کی دوسری شاخوں اور مذہب و اخلاق کے ہم عصر نظریوں کو دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مگر اس طرح کا تحقیقی مطالعہ کرنے چلیں تو یونان، اس کا تمدن، اس کا فلسفہ اور اس کا علم السیاست ایسے موضوعات ہیں کہ جن پر لکھنے والوں نے ضخیم مجلدات کے انبار لگا دیئے ہیں اور ابھی کام جاری ہے۔ ہمارے لیے اجمال کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔

تمہید کے طور پر ہم یہی بیان کر سکتے ہیں کہ قبائلی دور کے ذوقِ آزادی کے ساتھ جب یونانیوں کو چھوٹی چھوٹی شہری آبادیوں میں رہ کر زندگی کے مسائل کو نسبتۃً محدود پیمانے پر سوچنے کا موقع ملا تو ان کی فکر نے آسانی سے ارتقا کے مراحل طے کئے۔

یونانی فلسفہ طلبِ علم کی آزادانہ خواہش سے شروع ہوا اور ابتداءً علم فی نفسہٖ مقصود کی حیثیت رکھتا تھا، اس لیے وہ نظریاتی (IDEALISTIC) رنگ میں رنگا ہوا تھا۔[1] اس کے سامنے سوال یہ تھا کہ دنیا کیسے بنی ہے اور کیسے چل رہی ہے۔ دورِ اوّل کے خالص یونانی فلسفہ (GREEK PHILOSOPHY) کے مقابلے میں دوسرا دور جس کو "ہیلینی رومی" فلسفہ (HELLENIC-ROMAN PHILOSOPHY) کا دور کہا جا سکتا ہے اس میں یہ سوال آ شامل ہوا تھا کہ مردِ دانا (WISE MAN) کو زندگی کیسے بسر کرنی چاہیے۔ گویا اب علم کے لیے غایت معین ہو گئی کہ زندگی بسر کرنے کا صحیح راستہ کیا ہے؟[2] اس مرحلے میں معاشرہ کے تغیرات اس کا موضوع بن گئے اور تاریخی حوادث نظریات پر اثر انداز ہونے لگے۔ یہ چیز خالص یونانی فلسفہ میں نہ تھی۔ دوسرے لفظوں میں ہیلن ازم کے دور کا فلسفہ سماجی اور مذہبی مقاصد کے حصول میں انسان کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

---

[1] HISTORY OF ANCIENT PHILOSOPHY—BY W. WINDELBAND P. 4

[2] ایضاً۔ ص ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یونانی تمدن کے نشو و ارتقا میں قیادت ایونیوں (IONIANS) کے ہاتھ رہی جن کا رابطہ ایشیا سے تھا۔ یہ لوگ اس سلسلۂ جزائر کے باشندے تھے جو یونان کے مغربی اور جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہیں اور جن کا مجموعی رقبہ تقریباً ۱۱ سو مربع میل ہے[1]۔

ایونی جن کی معاش سمندر سے وابستہ تھی اور جو بحری تجارت کے علاوہ بحری قزاقی بھی کیا کرتے تھے، آزادی کی فضا میں پروان چڑھے۔ ساتویں صدی قبل مسیح میں یہ لوگ تین براعظموں کے درمیان بین الاقوامی تجارت کا ذریعہ تھے۔ اس دور میں میلیٹس[2] (MILETUS) یونان کی ذہنی زندگی کا مرکز بن گیا۔ یہاں ایک طرف دولت اور خوش حالی آرہی تھی، دوسری طرف دنیا بھر سے اسباب تعیش و آرائش پہنچ رہے تھے اور تیسری طرف بین الاقوامی میل جول کی وجہ سے مختلف قسم کے فکری و ثقافتی اثرات بھی کام کر رہے تھے۔

ایونیوں پر اشرافی حکومت (ARISTOCRACY) مسلط تھی لیکن جب خوش حال شہریوں کا ایک مضبوط طبقہ پیدا ہو گیا تو اس نے اشرافی اقتدار کے خلاف مزاحمت شروع کر دی۔ اس کشمکش کے نتیجے میں چھوٹی چھوٹی مقامی بادشاہتیں قائم ہو گئیں اور بادشاہوں کی درباری مجالس میں علم و ثقافت کے چرچے ہونے لگے۔ اشرافی طبقہ کے لوگ بھی جب سیاست سے کنارہ کش ہوئے تو علم و حکمت سے دلچسپی لینے لگے۔ اسی طرح علمی ترقی کی راہیں کھلیں[3]۔

یونانی ایسے ماحول میں دولت، آزادی اور دانائی سے آراستہ ہو کر دلچسپ سیاسی تجربے کرنے کے قابل ہوتے۔ ان میں ایتھنز کا تجربہ سب سے زیادہ اہمیت اختیار کر گیا۔ یونان کے سیاسی تجربات کی اہمیت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے سیاسیات (POLITICS) نے ظہور کیا۔ پانچویں صدی ق م سے قبل بادشاہتیں اور رعیتیں تھیں، سیاسیات کا وجود نہ تھا۔

---

[1] EVERY MANS ENCYCLAPAEDIA — WORD: MILETUS.

[2] ایشیائے کوچک کا یہ شہر سیاسی لحاظ سے ایونی حلقۂ اقتدار میں تھا اور ۱۲ اہم وفاق شہروں میں سے انتہائی جنوبی شہر تھا۔ ملاحظہ ہو:

[3] HISTORY OF ANCIENT PHILOSOPHY — BY W. WINDELBAND: P: 16-17-18

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رعمسیس، بخت نصر، کریسس، لائیڈین اور سائرس نے بڑی عظیم سلطنتوں پر فرماں روائی کی۔ ان کے مقبوضات میں سیاسیات نہ تھیں کیونکہ سرے سے عوامی مسائل (PUBLIC AFFAIRS) کا وجود نہ تھا۔ مسائل تھے تو وہ فرماں روا اور بالائی طبقہ کے اپنے مسائل تھے۔ حکومت اور جو کچھ اس کے دائرہ کار میں شامل تھا۔ فوجی ملازمت اور محصول بندی سے لے کر شاہی محل کے لیے عورتوں کی فراہمی تک۔ سارے معاملات فرماں روا کی مرضی اور طاقت کا اظہار تھے۔ بخلاف ان کے یونان میں جو عظیم قدم آگے اٹھا وہ اس امر کا تسلیم کیا جانا تھا کہ عوامی مسائل یا دوسرے لفظوں میں مشترک مفاد کے معاملات بھی کوئی چیز ہیں جو سب کے سامنے آنے چاہئیں۔ اولاً اس لیے کہ ان کا انتظام چلایا جاتے اور ثانیاً اس لیے کہ ان کا مطالعہ کیا جائے۔[1]

پس اہل یونان نے واضح طور پر یہ حقیقت سامنے رکھی۔ کہ عوامی یا مشترک نوعیت کے مسائل موجود ہیں جنہیں مل جل کر حل کرنا ہے۔ ان مسائل کے بارے میں ان کا شعور یہ تھا کہ یہ انسانی مسائل ہیں۔ انسانوں کے پیدا کردہ ہیں اور انسانوں ہی کو ان کے حل کرنے کی سعی کرنی ہے۔ عجیب بات ہے کہ وہ مذہباً پُراسرار قوتوں اور اصنام پر اعتقاد رکھنے اور ان کو قسمت گر ماننے کے باوجود سماجی و سیاسی معاملات میں "تن بہ تقدیر" نہیں ہوتے بلکہ ان معاملات کو چلانے میں انہوں نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا۔[2] پھر سیاسیات کے انسانی معاملات کو انہوں نے اپنی قدامت پسندی (CONSERVATISM) کے باوجود ہمیشہ عقل و تدبر سے حل کرنے کی کوشش

---

[1] THE LEGACY OF GREECE. CH: POLITICAL THOUGHT - BY A.E. ZIMMERN P: 331-2

[2] LEGACY OF GREECE. CH: POLITICAL THOUGHT - BY A.E. ZIMMERN P: 332-333

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی۔ وہ حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر سے کام لیتے تھے اور ان کی سیاسی بصیرت اپنے سامنے کی دنیا اور انسانی فطرت کے مطالعہ پر مبنی تھی[1]۔ اس طرح یونانیوں میں سیاسی حکمت نے کونپلیں چھوڑیں۔ یہ حکمت جس کے ابتدائی ابواب آج کے دورِ خرد میں طفلانہ معلوم ہوتے ہیں اور جس کے تکمیلی کارناموں کو بھی انسانی فکر کا قافلہ پیچھے چھوڑ چکا ہے، جمہوری لحاظ سے اس کی قدر و قیمت کا ایک راز یہ ہے کہ اس کا نقشہ ہر یونانی کو استبداد سے نفور کرنے والا تھا۔ اس حکمت کے بانیوں میں ہزار اختلافات تھے مگر وہ ایک چیز پر متفق تھے کہ "استبداد (TYRANRY) حکومت کی بدترین شکل ہے، کیونکہ استبداد کے معنی غیر قانونی قوت کا استعمال ہے۔ خواہ وہ اپنے مقاصد اور نتائج کے لحاظ سے مفید ہی کیوں نہ پڑے۔ ایسی صورت میں بھی یہ اس لیے بُرا ہے کہ یہ حکومت خود اختیاری کے لیے تباہ کن ہے[2]۔" کیا خوب کہا ایک دلدادۂ جمہوریت (EURIPIDES) شاعر نے:

"اس سے بدتر دشمن کوئی نہیں ہو سکتا کہ ایک ریاست پر مطلق العنان فرماں روا مسلط ہو جس کے دور میں قوانینِ عامہ کا وجود ہی نہ ہو۔ بلکہ وہ فرماں روا قانون کو اپنے ذاتی دستِ تصرف میں رکھ کر فرماں روائی کرتے[3]۔"

یہ تو تھیں تمہیدی باتیں: آئندہ شمارے میں ہم انشاء اللہ یونانی حکمت کے ارتقا کی داستان عرض کریں گے۔

LEGACY OF GREECE: CH: POLITICAL THOUGHT

[1] BY - G. H. SABINE. P:335-337

[2] A HISTORY OF POLITICAL THEORY — BY GEORGE H. SABINE P:29

[3] پوری نظم کے لیے دیکھیے: THE SUPPLIANTS, II. 429-432

© rasailojaraid.com